بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق

الوصی

بجواب

الوقاص

مولفہ فضائل مآب جناب مولانا مولوی حافظ کفایت حسین صاحب ملا فاضل منشی فاضل۔ مولوی فاضل۔ وممتاز الافاضل متعلم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ لازالت شموس افاداتہ بازغۃ وعمار افاضاتہ لامعہ

حسب فرمائش

جناب مستطاب سید قربان حسین صاحب رضوی سندیلوی سفیر شیعہ کالج

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

نور المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

۱۰۰۰

بار اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الرسل وخاتم النبیین والہ الطیبین الطاہرین لاسیما علی ولیہ ووزیرہ امیرالمؤمنین وخلیفتہ ووصیہ خاتم الوصیین

امابعد زمانہ کی کایا پلٹ ہر دور کا ایک نیا رنگ کر دیتی ہے ہر گردش فلک کے بعد کچھ نہ کچھ لوگ ایسے ضرور پیدا ہو جاتے ہین جو بعض امور مین سابقین سے مشابہ اور بعض مین مخالف ہوتے ہین دنیا کی عمر جتنی بھی ہوا اور اوس مین جس قدر بھی لوگ آئے اور چلے گئے ہون اون کے متعلق یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ سب کے سب کسی زمانہ مین ایک مذہب کے پابند اور ایک طریقہ کے سالک رہے ہون بلکہ ہر زمانہ مین خدائی گروہ کے مقابلہ مین شیطانی مجمع ضرور رہا ہے جہان حق کے مؤید تھے وہان باطل پرست بھی ضرور تھے اگر کچھ لوگ صدق کیش تھے تو کذب پرور بھی ضرور تھے بہرحال یہ ایسے امور ہین جو کسی شخص پر مخفی نہین ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ ہمیشہ عروج حق ہی کو رہا گو باطل نے نہایت کوشش کی کہ حق پوشیدہ ہو جائے لیکن ہمیشہ حق اپنی ضیاء سے عالم کو روشن کرتا رہا اور ارباب بصیرت کو سیدھا راستہ بتلاتا رہا حق کے خواص ذاتیہ مین سے یہ امر ہے کہ اوس کو جس قدر پوشیدہ کیا جائیگا اوسی قدر چمکے گا پوشیدہ کرنے والا خود ذلیل ہو جاتا ہے اور اگر یقین نہ ہو تو آفتاب کی طرف

خاک پھینک کر دیکھلو۔ اس وقت ہمارے سامنے رسالہ الوقاص رکھا ہوا ہے جس کے نامی مولف مولانا عبدالرزاق صاحب عارف جبلپوری ہین مُولف نے اس رسالہ مین اپنی پوری طاقت اپنے خیال کے موافق اس امر مین صرف کردی ہی کہ آفتاب پر خاک ڈالکر اوس کو پوشیدہ کردیا جاے یعنی اس امر کو ثابت کرنا چاہا ہی کہ حضرت علی وصی رسول نہ تھے لیکن ہمین نہایت افسوس ہی کہ وہ اپنی سعی مین مطلقاً کامیاب نہ ہوسکے کیونکہ یہ اک ایسی بات ہی جس کو جاہل سے جاہل بھی جانتا ہی اور اہلسنت کی تمام کتب مین احادیث وصایت اس قدر موجود ہین کہ جن کا احصا نہین ہوسکتا ہی اور جسقدر اہلسنت کے مصنفین اور مُولفین نے اپنی تصانیف اور تالیف کو شائع کیا ہے اُن سب کا اعتقاد اک ایسا امر ہے کہ جسکا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کیونکہ ان حضرات نے اس مطلب کو بلا رد و قدح اپنی کتب مین جگہ دی ہے اگر اونکے نزدیک ذرا بھی مشکوک ہوتا تو یا وہ اپنی کتابون مین نہ لکھتے اور اگر لکھا تھا تو اوسکے ساتھ ہی اسکی رد کرنا اون پر فرض تھا لکھنے کے بعد رد نہ کرنا اس امر پر دلیل واضح ہے کہ اُن حضرات نے اسکو تسلیم کرلیا یہ اور بات ہی کہ وہ جناب امیرؑ کو وصی بلافصل نہین مانتے ہین لیکن مطلق وصایت کا انکار تو ہرگز نہین ہی جیسا کہ آپ اس رسالہ کے مذکورہ احادیث کو ملاحظہ کرینگے لیکن ہم انھین احادیث سے جنکو علماے اہلسنت نے نقل کیا ہی اس امر کو بھی ثابت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ وصی رسول بلافصل بھی تھے۔ آپ نے جن کتابون کا حوالہ دیا ہی وہ محض آپ ہی کے گھر کی کتابین ہین ہماری ایک کتاب کا نام بھی نہین لیا گیا ہی لیکن ہم جس قدر کتب کا ذکر کرین گے وہ سب آپ ہی کی ہونگی اور اپنی ایک

کتاب کا حوالہ بھی نہ دین گے تاکہ مقابل کو محال کلام باقی نہ رہے سنئیے اور غور سے
سنئیے - تنقیح امر دوم اور اوسکے فیصلہ مین آپ نے بطریق استفہام انکاری ارشاد
فرمایا ہو کہ کیا ۱ حضرت علی جناب رسالتماب ص کے وصی تھے کیا ۲ آپ نے حضرت علی
کو اپنا وصی بمعنی خلیفہ بنایا تھا کیا ۳ کسی اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت
علی وصی بمعنی خلیفہ رسول ہین کیا ۴ صوفیاے کرام کا عقیدہ ہے کہ بلا عقیدہ وصایت
راہ نجات مسدود ہی کیا ۵ حضرت علی یا کسی صحابی کا یہ عقیدہ ہو انتہی امر وصایت
کی تنقیح مین آپ نے پانچ امر بیان کیئے ہین اور ہر ایک کے متعلق گویا آپ انکار کرتے
ہین یعنی نہ حضرت علی وصی رسول تھے نہ رسول اللہ نے آپ کو اپنا وصی قرار دیا نہ کسی
سنی کا عقیدہ ہے نہ کسی صوفی کا خیال ہے نہ خود حضرت علی یا کسی دیگر صحابی کا عقیدہ
ہو - ہمارا فرض ہے کہ ان پانچون امرون کو مولف کی مذہبی کتب سے ثابت کرین
اور یہ دکھلائین کہ مؤلف کا مقصود محض آفتاب کو خاک ڈالکر چھپانا ہے نہ اظہار
حق - گو مولف رسالہ نے اپنی کتاب مین ہماری کسی کتاب کی کوئی عبارت پیش
نہین کی ہے جیساکہ چاہیئے تھا کیونکہ یہ رسالہ شیعون کے مقابلہ مین لکھا گیا ہے
کم از کم کل اہل اسلام کا اتفاق دکھلایا گیا ہے لیکن ہمکو اس امر کے ثابت کرنے
کے لیے بلکہ تمام امور کے اثبات مین کبھی اپنی کتابون کو پیش کرنے کی ضرورت نہین
درپیش ہوتی ہی بلکہ امر حق اس قدر واضح و روشن ہے کہ ہر جگہ آفتاب عالمتاب کی
طرح ظاہر و منور ہے - لیکن اولاً اس امر کو بیان کر دینا نہایت ضروری سمجھتے ہین
کہ صوفیاے کرام سے کیا مراد ہے ہم اس مقام پر اسکی زیادہ توضیح کرنا مناسب نہین
سمجھتے ہین کیونکہ اصل بحث سے خارج ہے صرف اسی امر پر اکتفا کرتے ہین جس کو

مولف نے بیان کیا ہے یعنی حقیقت مین صوفی وہ شخص ہے جو اہلسنت کے
نزدیک پورا پورا سنت نبویہ کا پابند ہو لہذا ہم جن علمار کے اقوال کو پیش کرینگے
اور جن حضرات کی کتب سے نقل کرینگے وہ وہی ہونگے جو اہلسنت کے نزدیک
اس تعریف کے مصداق ہون - اور یہ امر بھی واضح رہے کہ جس قدر احادیث نقل
کیئے جائینگے اون مین وصیت بمعنی خلافت ہو گی اور محض دعوی ہی نہین بلکہ اسکے
ساتھ ایک دلیل بھی ایسی ذکر کردیجائیگی جو ہر مقام پر جاری ہو گی -

چونکہ اس مقام پر صرف لفظ وصایت سے بحث ہوا اسلیئے فقط وہی احادیث
ذکر کیجاتی ہین جنمین لفظ وصی ہے اور وہ بھی کل نہین بلکہ مشتے نمونہ از خروارے اور اگر
وہ تمام احادیث جنمین لفظ خلیفہ یا خلافت یا ولی وغیرہ ہے نقل کیجائین تو ایک
ضخیم کتاب ہو جاے اگر مولف صاحب ارشاد فرمائینگے تو اونکے دل خوش کرنے
کے لیئے وہ بھی پیش کیجائینگے - اچھا سنیئے اور کان کھولکر سنیئے -

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کنت انا وعلی نورا بین یدی اللہ سبحانہ قبل ان یخلق ادم باربعۃ عشر الاف عام فلما خلق اللہ ادم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شئ واحد حتی افترقنا فقسم جزئین جزء فی صلب عبد اللہ

(کتاب ابن المغازلی الشافعی) ترجمہ - جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ مین اور علی حضرت آدم کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے ایک نور تھے اور خدا کے سامنے حاضر تھے جسوقت خداوند عالم نے جناب آدم کو مخلوق فرمایا تو اس نور کو اونکے صلب مین ڈالدیا اور اسی طرح یکے بعد دیگرے اصلاب انبیار مین منتقل ہوتے رہے یہانتک کہ

وجزء فی صلب ابی طالب فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا۔

حضرت عبدالمطلب کے صلب مین بھی متحد رہے جبوقت جناب عبدالمطلب کے صلب

مین آئے توخدا نے اُس نور کو دو حصے کر دیا ایک حصہ جناب عبداللہ کے صلب مین دو یعت کیا اور دوسرا حصہ جناب ابوطالب کے صلب مین اور جب خدا نے ان دونون بزرگوارون کے اصلاب سے الگ کیا تو مجھے حلہ نبوت مرحمت فرمایا اور علی کو خلعت وصایت سے مزین فرمایا۔

اس حدیث کو غور سے ملاحظہ فرمایئے امر اول کا ثبوت کس قدر واضح ہے اس سے تو یہ بھی نہین معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حضرت علی کو اپنا وصی بنایا بلکہ خداوند عالم نے جس طرح رسول اللہ کو نبی قرار دیا اوسی طرح جناب امیرؑ کو وصی معین فرمایا۔ اور فقط یہی نہین کہ جس وقت رسول اللہ نے انتقال فرمایا اس وقت سے وصی ہون بلکہ جس وقت سے پیدا ہوے اوسی وقت سے وصی رسول تھے اور دوسرے امر کے متعلق محض یہ امر کافی ہے کہ جس شخص کو خدا نے وصی قرار دیا کیا ممکن ہے کہ رسول اللہ نے اُسکو وصی نہ بنایا ہوگا۔ رہا تیسرا امر اسکے متعلق بھی غور کیجیے کہ یہ حدیث کسی شیعہ کی کتاب سے منقول نہین ہے اور نہ اسکے راوی شیعہ ہین اس حالت مین اگر آپ ایسے لوگ اعتقاد نہ کرینگے تو فقط جناب امیر علیہ السلام کی مخالفت ہی نہ ہوگی بلکہ مخالفت خدا الگ ہوگی اور مخالفت رسول الگ جس طرح آفتاب کی روشنی کے متعلق کسی شخص کا انکار کر دینا اوسکی نورانیت کو باطل نہین کر سکتا ہے اوسی طرح جناب امیر علیہ السلام کی وصایت کا جو اظہر من ضوء الشمس ہے انکار حضرت کی وصایت

کو باطل نہین کر سکتا ہی جب تک یہ احادیث دنیا مین موجود ہین اوس وقت تک حکم عقل و صایت کے اعتقاد کے ساتھ توام رہیگا۔ رہگیا چوتھا امر اوس کے تعلق بھی طول دینا بیکار ہے صرف اس قدر گذارش کر دینا کافی ہے کہ بغیر تصدیق و اعتقاد ما جاء بہ النبی (جن امور کو رسول اللہ نے بیان فرمایا) کے راہ نجات یقیناً مسدود ہے اور اس مین بحمد اللہ کسی مسلم کو گنجایش کلام نہین ہی اور چونکہ یہ حدیث بھی منجلہ ما جاء بہ النبی ہے لہذا جب تک اسکا اعتقاد بھی نہ ہوگا اوس وقت تک ہرگز ہرگز نجات نہین ہو سکتی ہے اور آپکی تعریف کی بنا بر (تعریف صوفی) اس حدیث کے ناقل اور راوی صوفیائے کرام مین داخل ہین لہذا صوفیائے کرام کا اعتقاد بھی ظاہر ہے۔ اور پانچوان امر بھی بالکل واضح ہی کیونکہ جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص نہ تھا کہ اقوال رسول کی تصدیق کرتا اسی طرح اصحاب درآن حالیکہ اصحاب ہون یعنی منافق نہ ہون وہ سب بھی تمام اُن امور کی تصدیق کرتے تھے جسکو رسول اللہ بیان فرماتے تھے۔

اب فقط یہ امر باقی رہگیا کہ اس مقام پر وصی بمعنی خلیفہ ہے یا نہین۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ دنیا مین کون شخص ایسا بیعقل ہے جو اس مقام پر لفظ وصی کو خلیفہ کے معنی مین نہ سمجھیگا کیونکہ لفظ فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا یعنی خداوند عالم نے نبی کے مقابلہ مین وصی ارشاد فرمایا ہے جس سے سوائے خلیفہ کے کوئی دوسرے معنی مراد ہی نہین ہو سکتے ہین ورنہ کلام مین الغاظ ہر لفظ ہر لغویت پیدا ہوجائیگی کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی خصوصیت کا کوئی فائدہ کلام رسول مین باقی نہ رہیگا اگر نبی کے معنی دوسرے مراد لیے جائینگے تو ممکن ہے کہ وصی کے

معنی مین بھی تغیر ہو جائے ورنہ وصی بمعنی خلیفہ ہی رہیگا اور اسکے سوا کچھ اور معنی مراد نہین ہو سکتے ہین۔ دوسری حدیث سُنئیے

عن سلمان انہ قال یا رسول اللہ من وصیک قال یا سلمان من کان وصی اخی موسی قال یوشع ابن نون قال فان وصیی دوارثی یقضی دینی وینجز موعدی علی بن ابی طالب رینابیع المودۃ مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ جناب سلمان سے روایت ہوا اونہون نے جناب رسالتمآب کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکا وصی کون ہے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان یہ بتاؤ کہ میرے بھائی موسی کے وصی کون تھے عرض کیا کہ یوشع بن نون ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرا وارث جو میرے قرضہ کو ادا کریگا میرے وعدون کو وفا کریگا میرا بھائی

علی بن ابیطالب ہی غور فرمائیے اس حدیث سے بھی پانچون امر بخوبی ثابت ہین اور وصی بمعنی خلیفہ بھی ہے کیونکہ جس طرح جناب یونس کے وصی یوشع بن نون تھے اوسی طرح جناب امیر علیہ السلام وصی رسول ہین اور ظاہر ہے کہ اس مقام پر جناب یوشع کے متعلق وصایت کا استعمال خلافت ہی کے معنی مین ہوا ہے لہذا جناب امیر علیہ السلام کے متعلق بھی یہی معنی مراد لینے پڑینگے اور چونکہ جناب رسالتمآب جانتے تھے کہ آپ ایسے لوگ آفتاب کو خاک ڈالکر چھپانا چاہینگے اور لفظ وصی مین خواہ مخواہ تاویلات رکیکہ پیدا کرینگے اسلیئے۔ ارشاد فرمایا کہ صرف وصی موسی ہاکہ لفظ وصی مین اگر علی کے متعلق ذکر کیا جائے تو کسی دشمن کو گنجایش کلام باقی نہ رہے۔ اور دیدہ بینا کو نظر آجائے کہ وصی بمعنی خلیفہ ہے۔

عن رسول اللہ انہ قال لکل نبی وصی

ترجمہ خود جناب رسالتمآب سے روایت ہوا آپنے

ووارث وان وصیی ووارثی و یقضی دینی وینجز موعدی علی بن ابی طالب (کتاب ابن المغازلی الشافعی)	ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لیے اوسکا وصی اور اسکا وارث ہوا میرا وصی و میرا وارث جو میرے دین کو ادا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کریگا وہ میرا بھائی علی بن ابیطالب ہی۔

ملاحظہ فرمائیے کس قدر صاف حدیث ہی جس مین احتمال معنی غیر خلافت متصور ہی نہین ہوتے ہین اسی احتمال کو رفع کرنیکی غرض سے لفظ وارث ارشاد ہوا ہی اگر محض لفظ وصی ہی ہوتا تب بھی اس معنی پر کافی روشنی پڑتی کیونکہ فقرہ اول لکل نبی وصی اس امر کو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ سوائے جانشین کے دوسرے معنی مراد نہین ہین اسی طرح اگر محض لفظ وارث ہوتا تب بھی کافی تھا کیونکہ مطلق وراثت مین خلافت الہیہ بھی داخل ہے۔ بلکہ اکمل افراد ہے

(جمہور سے روایت)

عن الجمهور کان رسول اللہ ص یقول فی علی انہ اخیی ووصیی وولیی وناصری وصفی وذخری وکھفی وجھری وزوج کریمتی وامینی علی وصیی۔	ترجمہ یعنی رسول ص حضرت علی علیہ السلام کے بارے مین فرمایا کرتے تھے کہ وہ (علیہ السلام) میرے بھائی ہین اور میرے وصی اور میرے ولی میرے ناصر میرے خالص منتخب دوست میرا ذخیرہ میرے مددگار میرے داماد اور میرے عزیز بیٹی کے شوہر اور میری وصیت کے امین ہین (امین وصیت او صاف صاف لفظ وصی پر خوب آنکھ کھولکر نظر ڈالیئے)

اگر ذرا بھی نظر انصاف سے دیکھے گا تو معلوم ہو گا کہ رسول اللہ نے کس قدر اوصاف کو ایک ہی حدیث مین جمع فرمایا ہے اور جو امور خلافت کے علاوہ ہین ادن کیلئے خاص طور سے فقرہ آخری ارشاد فرما دیا ہے تاکہ آپ ایسے

متعامی حضرات بھی دیکھ سکین - اور اس امر کو ضرور خیال مین رکھئے گا کہ ہر حدیث مین پانچون امور کا ثبوت نہایت واضح ہے اگر شک ہو تو حدیث اول کے ضمن مین جو عبارت لکھی گئی ہے اُسکو ملاحظہ فرمالیجئے -

روی الجمہور عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ انتہت الدعوۃ الی والی علی لم یسجد احدنا قط لصنم فاتخذنی نبیا واتخذ علیا وصیا -

ترجمہ جمہور نے روایت کی ہو - ابن مسعود کہتے ہین کہ حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ دعوت الہیہ ہم تک اور علی تک منتہی ہوئی (اور بالاصالت ختم ہو گئی) ہم مین سے کسی ایک نے بھی کسی بت کو کبھی سجدہ نہین کیا تو مجھکو خداوند عالم نے نبی بنایا اور علی علیہ السلام کو وصی بنایا

اُس حدیث مین نفی بت پرستی کا فائدہ شاید آپ سمجھین گے لہذا مین سمجھائے دیتا ہون اسکا فائدہ یہ ہو کہ اگر کوئی شخص بت پرستی کر چکا ہے تو وہ نہ نبی ہو سکتا ہے نہ وصی اور اگر یہ فائدہ آپکے ذہن مین نہ آئے تو کوئی دوسرا فائدہ آپ ارشاد فرمایئن - اس مقام پر شاید آپ بھی اپنے محض برادران تعصبی کی طرح یہ فرمایئے کہ وصایت سے مراد میراث علم و حکمت ہے لیکن آپ یقین کر لیجئے کہ سوائے خلافت کے یہان بھی کوئی دوسرے معنی مراد نہین ہو سکتے ہین کیونکہ یہ حدیث اُس مقام پر وارد ہے جہان خداوند عالم نے دعاء جناب ابراہیم کو سورہ بقر مین ارشاد فرمایا ہے -

انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین -

ترجمہ مین تمکو اے ابراہیم لوگونکا امام اور پیشوا قرار دینے والا ہون حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ کیا یہ مرتبہ میری ذریت کو بھی نصیب ہوگا ارشاد ہوا کہ ہمارا یہ عہدہ اون لوگون تک نہین پہونچ سکتا ہو جو ظالم ہین -

دعاء جناب ابراہیم عہدۂ امامت کے لیے ہے نہ میراث علم وحکمت کیواسطے لہذا عہدۂ امامت ہی مراد ہوگا جو ہم معنی خلافت ہو نہ میراث علم وحکمت اور اگر میراث علم و حکمت بھی فرض کریں تب بھی ہمارا مقصود ثابت ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمام لوگون سے باعتبار علم وحکمت افضل و بہتر ہین اور ظاہر ہے کہ جو شخص ایسا ہوگا وہی خلافت الٰہیہ کا مستحق ہوسکتا ہے نہ دوسرا اور اگر آپکو شک ہو تو قصہ جناب آدم اور آیہ الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل ۔ الخ کو غور سے سورۂ بقر مین ملاحظہ فرمایئے ۔

روی الجمہور عن ابن عباس قال کنت جالساً مع فئة من بنی ھاشم عند النبیؐ اذا انقض کوکب فقال رسول اللہ ومن انقض ھذا الکوکب فی منزلہ فہو الوصی من بعدی فقام فئة من بنی ھاشم فنظروا فاذا الکوکب قد انقض فی منزل علی بن ابیطالبؑ فقال یا رسول اللہ غویت فی حب علی بن ابیطالب فانزل اللہ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی

ترجمہ کے راوی بھی جمہور ہین ۔ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ مین کچھ بنی ہاشم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دفعۃً ایک ستارہ ٹوٹا پس رسول اللہ نے فرمایا کہ جسکے گھر مین یہ ستارہ گریگا وہی میرے بعد میرا وصی ہو ۔ پس بنی ہاشم کے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکا انتظار کرنے لگے کہ دیکھین کس کے گھر مین گرتا ہے ۔ پس وہ ستارہ منزل علی بن ابی طالب مین گرا اب لوگون نے کہنا شروع کیا کہ (معاذ اللہ) اے رسول آپ تو محبت علی علیہ السلام مین گمراہ ہوگئے ہین اس پر خداوند عالم نے سورۂ نجم کی ان آیتون کو نازل کیا ۔

اس حدیث مین بھی وصایت خلافت ہی کے معنی مین مستعمل ہے کیونکہ جسوقت وصایت کا استعمال مطلق کیاجاتا ہے تو ہمیشہ یہی مراد ہوتی ہے کہ موصی الیہ تمام امور

مومنین مین اولی بالتصرف ہونے کا حق رکھتا ہو بشرطیکہ کوئی چیز مستثنیٰ نہ کر دیجاے اور اسی کا نام خلافت ہو پھر آپکو یاد دلایا جاتا ہو کہ امور خمسہ مذکورہ کا خیال رکھیگا کہ احادیث مذکورہ مین پائے جاتے ہین یا نہین۔

الطبری باسنادہ عن سلمان قال قلت لرسول اللہ یا رسول اللہ انہ لم یکن نبی الا ولہ وصی فمن وصیک قال وصیی وخلیفتی فی اہلی وخیر من اترکہ بعدی مودی دینی وینجز عداتی علی بن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام۔

ترجمہ طبری نے اپنے اسناد سے حضرت سلمان تک سلسلہ روایت پہونچا کر کہا ہو کہ اونہون نے کہا کہ مین نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کوئی نبی ایسا نہوا کہ اُسکا وصی نہوا ہو بلکہ ہر ایک نبی کا وصی تھا تو آپکا وصی کون ہو آپ نے فرمایا کہ میرا وصی اور میرا خلیفہ میرے اہلبیت مین سے ہو اور ان تمام لوگون سے بہتر ہو جو میرے بعد رہجائین گے میرے دین کو پورا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کریگا وہ ہو علی ابن ابی طالب۔

حلیۃ ابو نعیم ولایتہ الطبری۔ قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام یا انس یدخل علیک من ہذا الباب امیر المومنین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین قال انس قلت اللہم اجعلہ رجلا من الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقال من ہذا یا انس قلت علی

حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھا ہو۔ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے انس تمہارے پاس اس دروازہ سے امیر المومنین سید الوصیین قائد الغر المحجلین اور خاتم الوصیین آئیگا انس کہتے ہین کہ مین نے کہا کہ اللہ ایسے اوصاف سے متصف ہونیوالا) انصار مین سے کسی شخص کو بھیجدے اور اس بات کو دل ہی دل مین) چھپائے رکھا اب جو دیکھتا ہون تو علی علیہ السلام

فقام (صلی اللہ علیہ وآلہ) مستبشرا واعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ بوجہہ فقال علی (علیہ السلام) یا رسول اللہ رایتک صنعت لی شیئا ما صنعت لی قبل قال وما یمنعنی وانت تودی عنی دینی وتسمعہم صوتی وتبین لہم الذی اختلفوا فیہ۔

آ گئے اب رسالتماب نے پوچھا کہ اے انس یہ کون شخص آگیا ہے مین نے کہا کہ علی۔ پس حضرت بشارت دیتے ہوے اوٹھ کھڑے ہوے اور گلے سے لگا لیا اور پھر اسکے بعد آپکے چہرے کا پسینا اپنے مونہہ کو آپکے منہ پر مل کر پونچھنے لگے جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس وقت مین اوس امر کو دیکھتا ہون جو اسکے قبل کبھی نہ دیکھا تھا ارشاد فرمایا کہ اے علی مجھے اس امر سے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے درانحالیکہ تم میرے قرض کو ادا کروگے اور لوگون کو میری آواز سناؤگے اور جن امور مین وہ لوگ اختلاف کرینگے اونکو بیان کروگے۔

اس حدیث مین فقط لفظ وصی ہی نہین بلکہ خاتم الاوصیاء ہے جس طرح رسول اللہ خاتم الانبیا ہین اوسی طرح جناب امیر علیہ السلام خاتم الاوصیاء ہین اور جس طرح رسول اللہ تمام انبیاء سے افضل ہین اوسی طرح جناب امیر علیہ السلام تمام اوصیاء سے افضل و بہتر ہین

عن ابن عبد ربہ فی العقد عن ابی رافع وغیرہ ان علیا نازع العباس الی ابی بکر فی درع النبی علیہ السلام وسیفہ وفرسہ فقال ابو بکر این کنت یا عباس حین جمع رسول اللہ

ترجمہ ابن عبد ربہ نے عقد فرید مین ابورافع وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی اور حضرت عباس مین حضرت رسالتمابؐ کی میراث (تلوار۔ اور فرس وغیرہ) مین جھگڑا پڑا اور حضرت ابو بکر تک پہونچا۔ تو حضرت ابوبکر نے عباس سے کہا کہ اے عباس جب حضرت رسالتمابؐ نے

بنی عبد المطلب وانت احدهم فقال ایکم یوازرنی فیکون وصیی وخلیفتی فی اهلی وینجز موعدی ویقضی دینی فقال له العباس فما اقعدك مجلسك هذا تقدمته وتامرت علیه فقال ابو بکر اعذرنا یا بنی عبد المطلب

بنی عبد المطلب کو جمع کیا تھا جن میں سے خود تم بھی تھے اور اوسوقت حضرت نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا تھا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو ہمارا بوجھ بٹائے تاکہ اسکے صلہ میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو اور ہمارے وعدہ کو پورا کرے ہمارے دین کو ادا کرے (جب یہ خطاب فرمایا تھا) تو تم اسوقت کہاں تھے (اسکا فیصلا اسی وقت کی حالت سے ہو چکا ہے یعنی چونکہ حضرت علی نے حضرت رسول کے موافق جواب دیا لہذا اونکے متروکات کے وارث ہوگئے اور اون کے وصی ہوئے) اسپر عباس نے کہا کہ پھر کونسی وجہ ہوئی جو آپ اس مقام پر بیٹھکر اون سے مقدم بھی ہو بیٹھے اور اون پر امیر بھی (ظاہری طور سے) بن گئے۔ جسکے جواب میں حضرت ابوبکر نے یہ (عباس سے خطاب کرکے) کہا کہ اے اولاد عبد المطلب (ہماری جان چھوڑو) ہمکو معاف کرو۔

اس حدیث کو آپ میری خاطر سے ذرا غور سے پڑھیگا اور اگر زحمت نہ ہو تو یاد بھی کر لیجئے گا دیکھئے افضل الصحابہ نے (بقول آپ کے) کسطرح اقرار کیا ہے اور جناب عباس نے کس زور کا خلافت باطلہ کے بطلان پر استدلال پیش کیا ہے اور اسکے بعد اس ذکی الطبع خلیفہ رسول نے کیسا مسکت جواب دیا ہے۔ اچھا سچ بتلائے اب تو نہ کہئے گا کہ صحابہ کا عقیدہ نہ تھا۔ جناب والا! عقیدہ کا ہونا اور چیز ہے اور اسکا ظاہر نہ کرنا اور بات ہے کسی چیز کے عدم اظہار سے عدم عقیدہ کا کوئی لزوم نہیں ہے کیونکہ اعتقاد فقط اسی امر کا نام ہے کہ کسی امر کی واقفیت

یقین ہو۔ آپ شاید یہ کہین گے کہ ان کو یقین نہ تھا بلکہ فقط حدیث رسول کو ذکر کر رہے تھے تو مین عرض کرون گا کہ اس کا یقین نہ کرنا عدم تصدیق رسالت کو مستلزم ہے جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہو گا کہ ایسا شخص دائرہ اسلام مین بھی داخل نہین ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کا بھی عقیدہ تھا اور جب افضل الصحابہ (بقول آپ کے) کا عقیدہ ہوا تو صوفیاے کرام تو اونہین کے تابعین مین شمار کیے جاتے ہین لہذا اونکا عقیدہ بدرجہ اولے ہو گا اور چونکہ رسول اللہ کی بیان کی ہوئی حدیث ہے لہذا ایمان لانا واجب ورنہ تکذیب رسول لازم آئیگی جس سے راہ نجات یقیناً مسدود ہے۔

دیکھئے کس صفائی سے امور خمسہ مذکورہ ثابت ہوے ہین۔ مین دعا کرتا ہون کہ آپ بھی اوسی طرح اپنی زبان سے وصایت جناب امیر۲ کا اقرار کرین جس طرح آپ کے پیر و مرشد نے کیا ہو اور اگر اقرار نہ کیجیے گا تو ہمارا کیا نقصان ہو گا آپ ہی کا نقصان ہو گا کیونکہ اس صورت مین آپ مذبذبین بین ذلک لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء مین داخل ہو جائینگے

ــه اچھی بری حضور کو سمجھاے جاتے ہین ۞ مانین نہ مانین آپ کو یہ اختیار ہے

(از ینابیع المودة) ابو نعیم فی الحلیة بسنده عن ابی برزة الاسلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اله وسلم ان اللہ عہد الی فی علی عہدا ان علیا رایة الہدی وامام	ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین ابو برزہ اسلمی سے روایت کی اور اونہون نے کہا کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ خدا وند عالم نے مجھ سے طے کر رکھا تھا کہ علی رایت ہدایت مین اور میرے اولیا کے پیشوا ہین اور جو شخص میری اطاعت کریگا اونکے لیے نور ہین اور ایسے کلمہ ہین جسکو متقین نے لازم کر لیا ہے جو شخص اونکو دوست رکھیگا

اولیائی ونور من اطاعنی وھی الکلمۃ التی الزمھا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ۔ فجاء علی فبشرتہ بذلک فقال یا رسول اللہ انا عبد اللہ وفی قبضتہ فان یعذبنی فبذنبی وان یتم الذی بشرنی بہ فاللہ اولی بہ قال م قلت اللھم اجل قلبہ واجعلہ ربیعۃ الایمان فقال ربی عز وجل قد فعلت بہ ذلک ثم قال تع انی مستخصہ بالبلاء فقلت یا رب انہ اخیی ووصیی فقال تع انہ شئی قد سبق انہ مبتلی ومبتلی بہ۔

وہ مجکو دوست رکھے گا اور جو انکا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہو لہذا تم اے رسول علی کو بشارت دیدو پس علی آئے تو مین نے اونکو اسکی بشارت دی پس علی ؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ مین تو اُسی کا بندہ ہون اور میری جان اُسی کے قبضہ قدرت مین ہو اگر وہ مجھے معذب کریگا تو میرے ہی گناہون کی وجہ سے اور جن امور کی بشارت دیگئی ہو اگر انکو پورا کریگا تو وہ اولی ہو اونکے ساتھ حضرت فرماتے ہین کہ مین نے اسکے بعد درگاہ باری مین عرض کیا کہ خداوندا علی کے قلب کو بزرگ اور انکو بہار ایمان قرار دے ارشاد باری ہوا کہ مین نے بیشک ایسا ہی کیا ہو پھر ارشاد ہوا کہ مین نے علی کو مخصوص بلا کیا ہو (حضرت فرماتے ہین) پس مین نے عرض کیا کہ خداوندا علی تو میرے بھائی اور میرے وصی ہین ارشاد باری ہوا کہ یہ تو وہ امر ہو جو گذر چکا ہے (میرے علم مین) اور علی وہ شخص ہین جنکا امتحان لیا گیا اور وہ شخص ہین جنکی وجہ سے دوسرونکا امتحان بھی لیا جائیگا۔

اس حدیث کو دیکھنے کے بعد (خصوصاً فقرہ آخری) ذرا سوچ سمجھکر کسی دوسرے کو وصی رسول سمجھئے گا ورنہ امتحان خدا مین ناکامی ہوجائیگی۔

حضرت کا قول انہ اخیی ووصیی ملاحظہ کیجیے

اس حدیث کو بھی غور سے پڑھیے گا لفظ وصی کے علاوہ (اور بھی) کتنی فضیلتین مذکور ہین۔ امام اولیا ئے بھی ہے اگر دیگر صحابہ کو آپ ولیا مین داخل فرمائینگے تو کم از کم مولائے دوجہان کو ان کا امام پھر بھی ضرور ماننا پڑیگا۔

(از ینابیع) موفق ابن احمد بسندہ
اخرج حدیث الوصیۃ لعلی کرم اللہ
وجہہ عن بریدۃ قال قال النبی
لکل نبی وصی ووارث وان علیا
وصیی ووارثی۔

ترجمہ (از ینابیع) موفق ابن احمد نے جناب امیر
علیہ السلام کے لیے حدیث وصایت کو بریدہ سے
نقل کیا ہوا انہوں نے بیان کیا کہ فرمایا جناب رسالتمآب
نے کہ ہر نبی کے لیے وصی ہوتا ہے اور علی بن ابی طالب
میرے وصی اور وارث ہیں۔

(از ینابیع) موفق ابن احمد بسندہ
عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ
ان اللہ اختار من کل نبی وصیا وعلی
وصیی فی عترتی واہلبیتی وامتی بعدی

ترجمہ (از ینابیع) موفق بن احمد بسندہ نے ام سلمہ سے روایت
کی ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند
عالم نے ہر نبی کے لیے ایک وصی منتخب فرمایا اور علی کو میرا وصی
میری عترت و اہلبیت میں اور میرے بعد میری امت میں معین فرمایا

(از ینابیع) الحموینی اخرج حدیث
الوصیۃ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
انا خاتم النبیین وانت یا علی خاتم
الوصیین الی یوم الدین۔

ترجمہ (از ینابیع) حموینی نے جناب ابوذر سے
حدیث وصیت کی روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب
نے ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبیین اور اے علی تم قیامت
تک خاتم الاوصیین ہو۔

یہ احادیث بھی اسی قبیل سے ہیں جنکا ذکر ہو چکا ہے خوب غور سے دیکھیے گا۔

المسعودی عن عمر بن زیاد الباہلی
عن شریک بن الفضیل بن سلمہ
عن ام ہانی بنت ابی طالب قالت
قلت یا رسول اللہ ان ابن امی علی
یوذینی یعنی علیا علیہ السلام فقال

ترجمہ مسعودی نے عمر بن زیاد باہلی سے اور اس نے
شریک بن فضیل ابن سلمہ اور اس نے ام ہانی بنت
ابوطالب سے نقل کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ میرے بھائی علی مجھکو اذیت پہونچاتے
ہیں یعنی علی بن ابی طالب۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا

النبی صلی الله علیه واله وسلم ان علیا
لا یوذی مومنا ان الله طبعه یوم طبعه
علی خلقی یا ام هانی انه امیر فی الارض
امیر فی السماء ان الله جعل لکل نبی
وصیا فشیث وصی آدم و یوشع وصی
موسی و آصف وصی سلیمان و شمعون
وصی عیسیٰ و علی وصیی و هو خیر
الاوصیاء فی الدنیا والاخرة

کہ علی ہرگز ہرگز کسی مومن کو اذیت نہین پہونچا
سکتے ہین خدانے اونکو وہی خلق مرحمت فرایا ہی
جو مجھے اے ام ہانی علی زمین مین بھی سردار ہین اور
آسمان مین بھی خدانے ہر نبی کیلئے اک وصی قرار دیا
آدم کے وصی شیث تھے اور موسی کے وصی یوشع
اور سلیمان کے وصی آصف اور عیسی کے وصی شمعون
اور میرا وصی علی ہے جو دنیا و آخرت مین بہترین
اوصیاء ہے۔

مطیر بن خالد عن انس و عبادة بن
عبد الله عن سلمان کلیهما عن النبی
یا سلمان سئلتنی من وصیی من
امتی فهل تدری لمن کان اوصی
الیه موسی قلت الله و رسوله
اعلم قال اوصی الی یوشع بن نون
لانه کان اعلم امته و وصیی و
اعلم امتی علی بن ابی طالب (علیه
السلام) (فضائل الصحابه)

ترجمہ مطیر بن خالد نے انس سے اور عبادہ بن عبید اللہ
نے سلمان سے اور ان دونون نے رسول اللہ سے روایت
کی ہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان تم نے سوال کیا
کہ میرا وصی کون ہی تو آیا تم کو معلوم ہی کہ موسی کا وصی کون
تھا مین نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے
ہین ارشاد فرمایا کہ حضرت موسی نے اپنا وصی یوشع
بن نون کو بنایا تھا کیونکہ وہ اونکی امت مین سب سے
زیادہ علم رکھتے تھے اور میرا وصی اور میری امت مین
سب سے زیادہ عالم میرا بھائی علی بن ابی طالب ہے

ان دونون حدیثون مین لفظ وصی جن معنی مین دیگر انبیا کے متعلق مستعمل ہے
وہی جناب امیر ع کے متعلق ہی اور ظاہر ہے کہ اونکے متعلق سوائے خلیفہ کے

دوسرے معنی مراد نہیں ہیں لہذا جناب امیرؑ کے متعلق بھی یہی معنی مراد ہونگے۔

(ازینابیع المودۃ) موفق ابن احمد بسندہ
عن الاعمش عن سعید بن جبیر عن
ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان
یوم القیمۃ مامن راکب الا اربعۃ انا علی
البراق واخی صالح علی ناقتہ التی
عقرھا قومہ وعمی حمزۃ اسد اللہ علی ناقتہ
العضباء وعلی بن ابیطالب علی ناقۃ
من نوق الجنۃ مدبجۃ الجنبین علیہ
حلتان خضراوان من حلل الجنۃ من کسوۃ
الرحمن علی راسہ تاج من نور لذلک
التاج سبعون الف رکن علی کل رکن
یاقوتۃ حمراء یضئی مسیرۃ ثلثۃ
ایام بسیر الراکب وبیدہ لواء الحمد
وینادی علی لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ فیقول الخلائق من ھذا أھو
ملک مقرب ام نبی مرسل ام حامل
عرش رب العالمین فینادی منادمن
العرش ھذا علی وصی محمدؐ۔

ترجمہ موفق بن احمد نے اعمش سے اور اُسنے سعید بن
جبیر سے اور اُس نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جناب
رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سوائے چار
شخصوں کے کوئی شخص سوار نہ ہوگا میں اپنے براق
پر اور میرے بھائی صالح اپنے اوس ناقہ پر جسکو اُنکی
قوم نے پے کردیا تھا اور میرے چچا حمزہ اسد اللہ ناقہ
غضبا پر اور علی بن ابی طالب ایک ناقہ پر جو ناقہائے
جنت سے ہوگا سوار ہونگے اُس ناقہ (علی کے ناقہ)
پر دو سبز حلے جنت کے ہونگے اور اونکے سر پر ایک
تاج نور ہوگا اور اُس تاج میں ستر ہزار رکن ہونگے
اور ہر رکن پر ایک سرخ یاقوت جڑا ہوگا جسکی روشنی
اوتنی مسافت تک جائیگی جسکو تیز سوار تین دن میں
قطع کرسکتا ہو اور حضرت کے دست مبارک میں لوائے
حمد ہوگا اور حضرت ندا فرماتے ہونگے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ یہ دیکھکر تمام لوگ کہیں گے کہ یہ کون
شخص ہے آیا ملک مقرب ہے یا کوئی نبی مرسل ہے
یا حامل عرش ہے اوس وقت ایک منادی آواز دیگا
کہ یہ وصی محمدؐ علی بن ابی طالب ہیں

آپ جانتے ہین کہ قیامت کے دن منادی عرش لفظ وصی کے ساتھ اہل محشر کو کیون متنبہ کریگا محض اس لیے کہ جن لوگون نے باوجود سیکڑون مرتبہ ارشاد رسول کے انکار وصایت کیا وہ شرمندہ اور نادم کیے جایئن مجھے امید ہو کہ آپ اس حدیث مبارک کو دیکھنے کے بعد اپنے دماغ سے خیال سخن پروری نکالکر اس امر کی کوشش فرمایئن گے کہ اہل محشر کے سامنے شرمندہ ہون۔

(از ینابیع) موفق ابن احمد بسنده عن ابی ایوب الانصاری رضی الله عنه قال ان فاطمة رضی الله عنها اتت فی مرض ابیها و بکت فقال یا فاطمة ان لکرامة الله ایاک زوجک من هو اقدمهم سلما و اکثرهم علما و اعظمهم حلما ان الله عز وجل اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختار منهم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع فاختار منهم بعلک فاوحی الی ان ازوجه ایاک و اتخذه وصیا۔

وزاد ابن المغازلی یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا سبع خصال لم یعطها احد من الاولین ولا یدرکها احد من

ترجمہ موفق بن احمد نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو اونھون نے کہا کہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار کی حالت مرض مین حاضر ہوئین اور رونے لگین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ خدا نے تمکو بہت بڑی بزرگی دی کہ تمہارا شوہر وہ شخص ہی جو سب سے پہلے اسلام لایا اور سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اور سب سے زیادہ بردبار ہے خداوند عالم تمام زمین والون کی حالت پر مطلع ہوا تو اونمین سے مجکو منتخب فرماکر نبی قرار دیا اوسکے بعد تمام لوگون پر مطلع ہو کر تمہارے شوہر کو منتخب فرمایا اور مجھپر وحی کی کہ مین تمہارا عقد علی کے ساتھ کر دون اور اسکو میرا وصی بنایا۔ اور ابن مغازلی نے قول رسول مین یہ اور زیادہ کیا ہو کہ اے فاطمہ ہم اہلبیت کو ایسی سات خصلتین عطا کی ہین جو کسی کو نہین عطا کی ہین نہ تو

الآخرین منا افضل الانبیاء وهو ابوك ووصینا خیر الاوصیاء وهو بعلك وشهیدنا خیر الشهداء و هو حمزة عمك ومنا من له جناحان یطیر بهما فی الجنة حیث یشاء و هو جعفر ابن عمك ومنا سبطان و سیدا شباب اهل الجنة وهما ابناك و الذی نفسی بیده ان مهدی هذه الامة سیصلی عیسی بن مریم خلفه فهو من ولدك (ینابیع المودة)

پہلے لوگون کو مرحمت ہوئین اور نہ کوئی آخرین مین سے پا سکتا ہی ہمین سے افضل الانبیا ہی اور وہ تمہارا باپ ہی اور ہمین مین وہ شخص ہی جو خیر الاوصیا ہے اور وہ تمہارا شوہر ہی اور ہمارا شہید بہترین شہدا ہی اور وہ حمزہ تمہارے چچا ہین اور ہمین مین وہ شخص ہی جسکو خدا نے دو بازو مرحمت فرمائے ہین کہ جن سے جہان چاہتے ہین اُڑتے ہین اور وہ جعفر ہین اور ہمین مین وہ ہین جو سردار جوانان جنت ہین اور وہ تمہارے فرزند ہین اے فاطمہ قسم کھاتا ہون اوس شخص کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اس امت کا مہدی وہ شخص ہی جسکے پیچھے عیسی ابن مریم نماز پڑھینگے اور وہ تمہاری اولاد مین سے ہی۔

کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ اس حدیث مبارک مین لفظ وصی سے خلیفہ و جانشین مراد نہین ہے اور فقط لفظ وصی ہی نہین ہے بلکہ خیر الاوصیا ہی۔ خدا کیلئے آنکھین کھولکر دیکھئے اور اسقدر بدیہیات واضحہ کے چھپانے پر کمربستہ نہ ہوجیئے ؎

سُن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا ❊ کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

اور اگر آپکا یہی ارادہ ہے تو ہم آپ کو ایک تدبیر بتلاتے ہین اوس پر عمل کیجئے وہ یہ کہ اول اون کتابون کو صفحۂ دنیا سے شاد یجئے جن کے حوالے پیش کیئے گئے ہین اور اون راویون کو دائرہ مسلمین سے خارج کر دیجئے جن کے بیان کیئے ہوئے روایا معہ وشش

کیئے گیے ہین۔ اگر ایسا کیجیے گا تو آپ کا دعوے (ظاہری حیثیت سے) درست ہو جاویگا

لیکن مین پھر خیال کرتا ہون کہ اب بھی ایسا نہ ہو گا کیونکہ ا درست سی کتابین اہلسنت

کی ایسی ہین بلکہ تمام کتب کہ جنمین وہ احادیث موجود ہین جن مین لفظ وصی موجود ہے

اگر آپ فرماینگے تو انشاء اللہ پیش کیے جاینگے۔ اور اگر بعض کتب مین لفظ وصی

نہین ہے تب بھی ایسی احادیث ضرور موجود ہین جو جناب امیر علیہ السلام کی

خلافت بر بلکہ خلافت بلافصل بر آیات محکمات کی طرح دلالت کرتی ہین اور اگر یقین

نہو تو ہمارے سامنے کسی کتاب حدیث معتبر کو پیش کیجیے دیکھیے ہم ثابت کرتے ہین

یا نہین۔ لہذا اگر آپ اپنے مقصود مین کامیاب ہو سکتے ہین تو ایسی حالت مین کہ

تمام کتب اہلسنت کو جس صورت سے ہو سکے دنیا سے نیست و نابود کرا دیجیے

شاید آپ یہ فرمائیے کہ کسی تاریخ سے کوئی حوالہ پیش نہین کیا لہذا ہم آپ کی خاطر کرنے

کے لیے بعض تاریخون کو بھی پیش کرتے ہین اور جو آپ ہی کے مذہب کی ہین

خلاصہ مضمون تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۱۶ و صفحہ ۱۱۷ جلد ۱ مطبوعہ مطبع حسینیہ مصریہ طبع اول

جسوقت آیہ و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرتؐ نے اکابر قریش

کو بذریعہ جناب امیرؑ طلب کیا اور دو روز تک دعوت کی لیکن کسی روز اپنے مطلب کا

اظہار نہ کر سکے جب تیسرے روز تمام لوگ جمع ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا

ما اعلم انسانا فی العرب جاء قومہ	ترجمہ مجھے عرب مین کوئی شخص ایسا نہین معلوم
بافضل ما جئتکم بہ قد جئتکم بخیر	ہو جو اپنی قوم کے پاس مجھ سے بہتر ایسی چیز مین لیکر
الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ تعالی	آیا ہو جو دنیا و آخرت مین بہتر ہو ان امر خدا نے
ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی	مجھے حکم دیا ہو کہ مین تم لوگون کو اُسکی طرف دعوت

هذا الامر على ان يكون اخي ووصيي
وخليفتي فيكم فاحجم القوم جميعا قال
علي فقلت وانى لاحدثهم سنا وارمصهم
عينا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا
انا يا نبي الله اكون وزيرك عليهم
فاخذ رسول الله برقبة علي وقال
ان هذا اخي ووصيي وخليفتي فيكم
فاسمعوا له واطيعوا۔

دون تو اب تم مین کون شخص ہی جو میرے بوجھ
کو بٹائے اس بات پر کہ وہی میرا وصی اور خلیفہ ہو
یہ سنکر تمام قوم ساکت رہی حضرت علی فرماتے ہین
کہ مین اسوقت سبکے زیادہ کم عمر تھا مین نے عرض
کیا کہ یا نبی اللہ مین آپکا وزیر ہونگا رسول خدا نے
اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے قوم یہ میرا وصی
اور میرا بھائی اور میرا خلیفہ ہو تم سب اسکی بات کو
سننا اور ہمیشہ اسکی اطاعت کرنا۔

یہی مضمون کچھ اختلاف الفاظ کے ساتھ تاریخ تمدن اسلام صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبع الہلال
مصر طبع ثانی جلد اول اور تاریخ طبری مطبوعہ حسینیہ مصریہ جلد دوم صفحہ ۲۱۷ مین مرقوم ہو
جسمین لفظ وصی اور خلیفہ دونون موجود ہین۔

اب رہا یہ امر کہ جناب امیرؑ نے اپنی وصایت کے متعلق کبھی کوئی تذکرہ نہین
فرمایا تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت نے بارہا اپنی خلافت و وصایت کے متعلق
احتجاجات فرمائے ہین چنانچہ طبری نے ابن طفیل کے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہو
کہ انہ قال لاصحاب الشوری هل تعلمون ان لرسول الله وصیا
غیری قالوا اللھم لا۔ اس حدیث کو خوب غور سے اور آنکھین کھولکر ملاحظہ فرمایئے
حضرت نے دوسرون کی وصایت کو مطلق منع فرمادیا اسکا ترجمہ یہ ہو کہ جناب امیر علیہ
السلام نے شوری والون سے یہ فرمایا کہ بھلا رسول اللہ کا کوئی وصی
سوائے میرے تم لوگون مین سے کسی کو معلوم ہے سبھون نے کہا کہ خدا

کی قسم نہین۔

اس سے زیادہ اور کیا واضح حدیث ہو سکتی ہے۔ اگر اب بھی شک ہو تو ینابیع المودۃ کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمایئے۔

قال امیر المومنین ع فی بعض خطبہ ایہا الناس انا امام البریۃ و وصی خیر الخلیقۃ وابو العترۃ الطاہرۃ الہادیۃ انا اخو رسول اللہ و وصیہ و ولیہ و صفیہ و حبیبہ انا امیر المؤمنین و قائد الغر المحجلین و سید الوصیین حربی حرب اللہ و سلمی سلم اللہ وطاعتی طاعۃ اللہ و ولایتی ولایۃ اللہ واتباعی اولیاء اللہ وانصاری انصار اللہ۔

ترجمہ جناب امیر علیہ السلام نے بعض خطب مین ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم مین ہی خلق کا امام ہون اور مین ہی بہترین خلق (رسول اللہ) کا وصی ہون اور مین اُس عترت طاہرہ کا باپ ہون جو ہادی ہے مین ہی رسول اللہ کا بہائی اور اونکا وصی اور ولی اور صفی اور حبیب ہون مین تمام مومنین کا امیر ہون اور مین سردار ہون اون لوگون کا جنکے چہرے اور ہاتھ پاؤن قیامت کے دن روشن و منور ہونگے مین تمام اوصیاء کا سردار ہون مجھ سے جنگ خدا سے جنگ ہے اور میری صلح خدا کی صلح ہے اور میری فرمانبرداری خدا کی اطاعت ہے اور میری دوستی خدا کی دوستی ہے میرے اتباع خدا کے دوست ہین اور میرے انصار خدا کے انصار ہین۔

حضرت نے اپنے اس کلام مین اس قدر زوردار استدلال اپنے استحقاق وصایت پر فرمایا ہے کہ اگر صاحب انصاف نظر عقل سے دیکھے تو اوسکو چون وچرا کا موقع نہین ملسکتا ہے ان احادیث کے دیکھنے کے بعد بھی اگر آپ انکار فرمائین تو - - - - - -

آپ فرماتے ہین کہ کیا جناب امیر علیہ السلام کو اپنی وصایت کا اعتقاد تھا اور اگر

اعتقاد تھا تو انہون نے اُسکا ذکر کسی وقت کیون نہ کیا۔ جناب ذرا تعصب کی پٹی کو
آنکھون سے الگ کر کے اپنی ہی کتابون کو ملاحظہ فرمایئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ جناب
امیر علیہ السلام نے کس کس طریقہ سے اپنی خلافت کے متعلق استدلال فرمایا ہو اور یہ تو
تبلائے کہ کس وقت حضرت نے اس امر کا اقرار کیا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر خلیفہ
برحق تھے ہمیشہ حضرت اونکو غاصب و خائن فرماتے رہے جیسا کہ آپکی کتب سے
ظاہر ہے - اور جب موقع ہوتا تھا تو اس امر کا اظہار فرماتے تھے کہ خلافت بعد
رسول میرا حق تھا لیکن افسوس چھین لیا گیا ذرا خطبہ شقشقیہ کو غور سے پڑھیئے تو آپکو
معلوم ہو گا کہ حضرت کو خلفاء ثلاثہ کی طرف سے کس قدر قوی حسن ظن تھا اور ذرا
علامہ ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمایئے تو اوس مین آپکو نظر آئیگا کہ
حضرت نے کس کس عنوان سے اپنی استحقاق خلافت کو ثابت کیا ہو اور کس طرح
دوسرون کے عدم استحقاق کو ظاہر فرمایا ہے لیکن ہمین امید نہین ہے کہ آپ دیکھین گے
لہذا ہم خود نقل کیئے دیتے ہین سنیئے حضرت ارشاد فرماتے ہین - انی احتج
علیکم بما احتججتم بہ علی الانصار فان کانت الخلافۃ بالقرابۃ فانا
احق الناس بہ لانی اقربھم من رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ و آلہ و سلم) یعنی مین اوسی امر سے احتجاج کرتا ہون جس سے
تم لوگون نے انصار پر احتجاج کیا ہو اور وہ قرابت رسول ہو اگر در اصل یہی امر موجب خلافت
ہو تو مجھ سے زیادہ اس جہت سے بھی کوئی شخص مستحق خلافت نہین ہو سکتا ہو کیونکہ مین سب سے
زیادہ قرابت قریبہ رسول اللہ سے رکھتا ہون۔
ذرا آپ ہی فرمایئے اور اپنی ہی کتابون سے کہ سوائے خاموشی کے اسکا کیا

جواب دیا گیا رہا یہ امر کہ اگر وصی بر حق تھے تو تلوار سے کام کیون نہ لیا اور جبانت کو کیون اختیار کیا اسکا جواب بنہایت مختصر الفاظ مین یہ ہے کہ اگر اسی کا نام جبن ہے تو رسول اللہ کو کیا کہیے گا جبکہ غار ثور کی طرف تشریف لیگئے تھے حالانکہ باتفاق فریقین جناب امیر علیہ السلام سے رسول اللہ زیادہ شجاع تھے اور وقت صلح حدیبیہ کفار مکہ کے کہنے سے صلحنامہ پر لفظ رسول اللہ کیون نہ لکھا بلکہ لکھنے کے بعد کیون مٹا دیا کیا اس وقت رسول اللہ نے جبن سے کام لیا یا آپ رسول اللہ نہ تھے جبکہ آپ رسول اللہ کی طرف یہ امر منسوب نہین کر سکتے ہین تو جناب امیر علیہ السلام کی طرف بھی ان لغویات کی نسبت درست نہ ہوگی کیا کسی وقت کسی مصلحت سے خاموش رہنا شجاعت کے خلاف ہوسکتا ہے یا کسی زمانہ مین کسی فائدہ کو مد نظر رکھکر سکوت کرنا بہادری کے منافی ہے ہرگز نہین بلکہ شجاع کیلئے مصلحت کے وقت خاموش رہنا اسکا زیور ہے لیکن آپ کیا کرین آپ تو شجاعت کے معنی فقط یہی سمجھے ہوئے ہین کہ اگر مسجد مین کوئی شخص رسول کو برا کہتا ہوا آئے تو تلوار لیکر کھڑے ہو جانا اور دانتون سے ہونٹونکو چبانا شجاعت ہے اور جنگ احد مین پہاڑ کے اوپر بکری کی طرح اچکنا بہادری ہے اور خیبر کے میدان مین عنتر کے مقابلہ سے علم اسلام کو لیکر بھاگ نا دلاوری ہے جناب والا ذرا علمائے اخلاق کی کتابون کو دیکھیے اور ان مین تعریف شجاعت کو ملاحظہ فرمایئے اور اسکے بعد جناب امیر علیہ السلام کے سکوت کے مصالح کو خیال کیجیے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ جو کام اس وقت حضرت نے کیا وہ عین شجاعت تھا لیکن آپ ایسے لوگ اپنی آنکھون سے تعصب کی پٹی کیون کھولنے لگے ہم خود بعض وجوہ سکوت جناب امیر علیہ السلام کیطرف

نہایت اجمال کے ساتھ اشارہ کرتے ہین سنئے۔ اول یہ کہ گو جناب امیر علیہ السلام نہایت بہادر اور اشجع عرب تھے لیکن تنہا تھے اور ضروریات انسانی کا الگ ہو جانا محال ہی لہذا غیر ممکن تھا کہ تن تنہا کوئی شخص تمام دنیا کا مقابلہ کر سکے اور صرف اسی خیال سے کہ آپ ایسے حق پوش حضرات کو گنجایش کلام باقی نہ رہے حضرت تین روز تک جناب سیدہ اور حسنینؑ کو لیکر مہاجرین اور انصار کے دروازون پر شب کے وقت گئے اور طلب مدد کی شب کے وقت تو ہر شخص اقرار مدد کرتا تھا لیکن صبح کو سوائے چار یا پانچ آدمیون کے کوئی شخص حاضر نہین ہوتا تھا ان معاویہ کے زمانہ مین اس قدر قدرت ہو گئی تھی تو آپ نے دیکھا ہو گا اور اگر دیکھا نہ ہو گا تو کم از کم سنا تو ضرور ہی ہو گا کہ ایسی شجاعت دکھلائی کہ معاویہ کو سوائے مکر و فریب کے کوئی چارہ کار نہین سوجھتا تھا اور آخر کار قرآنون کو نیزون پر بلند ہی کروا دیا دوسرے جسطرح رسول اللہ بعثت کے بعد تیرہ سال تک مکہ مین کفار مکہ کی ایذا و تکالیف برداشت کرتے رہے لیکن قلت انصار کی جہت سے حکم جہاد نہین ہوا اسی طرح جناب امیرؑ قلت انصار و کمی معاونین کی وجہ سے سلاطین وقت کے ہاتھ سے تکالیف اٹھاتے رہے۔

تیسرے آپ کو یہ بھی خیال تھا کہ اگر مین لڑونگا تو اسلام کو سخت ضرر پہونچے گا اور عرب مرتد ہو جائینگے کیونکہ بالکل شروع اسلام کا زمانہ تھا اور انکے قلوب مین ابھی اسلام راسخ نہین ہوا تھا اور بہت سے لوگ جبراً اسلام لائے تھے جو خبر وفات رسول کو سنکر نہایت خوش و مسرور ہوئے تھے اگر آپ جنگ کرتے تو ایسے وقت مین بلاشک و شبہ اسلام کو وہ نقصان عظیم برداشت کرنا پڑتا جسکا تدارک ناممکن تھا

اس لحاظ سے آپ نے سکوت فرمایا۔

آپ صفحہ ۹ مین ارشاد فرماتے ہین کہ مسئلہ وصایت کی ابتدا ۲۲ سنہ یا اسکے قریب قریب زمانہ مین ہوئی اور اُسکا موجد عبداللہ بن سبا تھا یہ آواز سب سے پہلے مصر مے بلند ہوئی کہ جس طرح حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون تھے اوسی طرح رسول اللہ کے وصی حضرت علی تھے اگر آپکا اس عبارت سے یہ مطلب ہو کہ وصایت کا ذکر اسکے قبل نہ تھا تو جن احادیث کو ہم ذکر کر چکے ہین انکو آنکھ کھولکر دیکھیے تو آپکو معلوم ہوگا کہ وصایت کا ذکر اُسوقت سے ہی جبکہ آپکے پیر عتیق یعنی حضرت ابوبکر خدائے برحق کو پہچانتے بھی نہ تھے اور اپنے ہاتھون سے تراشے ہوے پتھرون کے سامنے اُنکو معبود حقیقی سمجھکر جبین . . . کو گھسا کرتے تھے۔ اور اگر عبداللہ بن سبا نے یہ کہا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ کے وصی حضرت یوشع بن نون تھے اوسی طرح حضرت رسول کے وصی حضرت علی ہین تو یہ کوئی نئی بات نہین تھی بلکہ خود رسول اللہ اسکو اپنی زبان فیض ترجمان سے بارہا فرما چکے تھے جیساکہ کئی حدیثین آپکی کتب سے نقل کیجا چکی ہین اسپر بھی اگر آپ انکار کرینگے تو مین سوائے اسکے اور کیا کہونگا کہ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اور اگر اُس عبارت سے آپکی مراد یہ ہو کہ ۲۲ سنہ تک ایک ہی مذہب رہا جسکا نام اہلسنت والجماعت ہو اور شیعون کا وجود ہی نہ تھا تو اسکو ہم بتلا دینگے کہ شیعونکا وجود کب سے ہو اور یہ نام کس وقت سے رکھا گیا ہے۔ اور اہلسنت والجماعت کا لقب آپکو کس زمانہ سے ملا ہے سنیئے اور اپنی کتب کو خوب غور سے دیکھیے (اسی تقریر سے آپکی اکثر عبارتون کے جوابات بھی ہو جائینگے) اولاً اس امر کو غور سے

سنئے کہ جناب امیر علیہ السلام کے احباب کا نام کب سے شیعہ ہوا اور کس نے رکھا سب سے
پہلے خود جناب رسالتمآب نے اس لقب مبارک سے ملقب فرمایا ہے جیسا کہ آپکی
اکثر کتب مین یہ حدیث موجود ہے یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ
یعنی اے علی تم اور تمہارے شیعہ سب جنت مین جائینگے۔

ان اللہ قد غفر لک و لولدک و لاھلک و لذریتک و لشیعتک و لمحبی شیعتک فابشر فانک لانزع البطین اخرجہ الدیلمی فی مسندہ (ینابیع المودۃ)

ترجمہ خداوند عالم نے اے علی تم کو اور تمہاری اولاد کو اور تمہارے اہلبیت و ذریت کو اور تمہارے شیعون کو اور اُن لوگون کو جو تمہارے شیعون کو دوست رکھتے ہین بخشدیا ہے ثواب تمکو مبارک ہو۔

اسکو دیلمی نے بھی اپنے مسند مین نقل کیا ہے۔
آیۂ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ
(جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہترین خلق ہین) کے ضمن مین جناب رسالتمآب
نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی ھو انت و شیعتک
تاتی یوم القیامۃ انت و شیعتک راضیین مرضیین۔
یعنی اے علی وہ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہین قیامت کے دن تم اور تمہارے شیعہ اس طرح آئینگے
کہ وہ خدا سے راضی ہونگے اور خدا اون سے راضی ہوگا (ینابیع المودۃ)
یا علی انت و شیعتک ترِدون علی الحوض (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)
اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ (ینابیع المودت) صفحہ ۲۷۶۔
اسکو طبرانی نے کبیر مین بھی نقل کیا ہے۔

اور اگر آپ نے کسی مقام پر دیکھا ہو کہ خلفا ثلاثہ کے ماننے والون کو رسول اللہ نے اہلسنت والجماعت کہا ہے تو ہم بھی مشتاق ہین لیکن آپ کیا دکھلا ئینگے۔ سنیئے ہم آپکی خدمت مین عرض کیئے دیتے ہین چونکہ احباب علی بن ابی طالب علیہ السلام کو رسول اللہ خود لفظ شیعہ سے تعبیر فرما چکے تھے لہذا حضرت کے جسقدر خاص احباب تھے وہ شیعیان علی کے نام سے موسوم ہوئے اور جو مذہب کہ حضرت عمر کی اجتہادی کمیٹی کی وجہ سے مذہب اہلبیت کے خلاف قایم ہوا تھا اُسکا کوئی نام نہین رکھا گیا اور فقط دو ایک ہی سال تک بے نام نہ رہا بلکہ پہلے خلیفتہ الناس بھی دنیا سے روپوش ہو گئے اور انکے بنائے ہوئے جانشین جنکے متعلق لوگون نے لفظ غلیظ القلب کا الزام دیا تھا انتقال فرما گئے اور تیسرے بزرگ بھی راہی ملک عدم ہو گئے لیکن اہل سنت کا کوئی نام نہ رکھا گیا یہانتک کہ جب معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام سے بغاوت کی ہے اور معاذ اللہ جس سال معاویہ نے حضرت امیر پر تبرا کھلوایا ہے اُس سال کا نام عام السنت رکھا اور جس سال معاویہ نے امام حسن سے بعد جناب امیر علیہ السلام صلح کی ہے اور آپ بمصلحت راضی ہو گئے ہین تو اس سال کا نام عام الجماعت رکھا اور یہ نام معاویہ کے زمانہ مین مشہور نہین ہوا بلکہ دوسری صدی ہجری مین جو لوگ خوارج و نواصب و معتزلہ مین سے اہلبیت رسول سے دلی دشمنی رکھتے تھے اونہون نے اپنے مذہب کو اس نام کے ساتھ مشتہر کر دیا صرف اس غرض سے کہ یہ دونون امر فراموش نہ نہ ہو جایئن ہمارے کہنے کو آپ شاید غلط خیال کرین اسلیے ہم آپکو تاریخ ابو الفدا کا نام تبلائے دیتے ہین اوسکی جلد اول صفحہ ۱۱۲ کو ملاحظہ فرمایئے اور اگر اس پر بھی

یقین نہ ہو تو اپنے مستند عالم ابن عبدربہ کی عبارت کو انھی کی کتاب العقد میں دیکھیے وہ لکھتے ہیں لما صالح الحسن معاویة سمی ذلك العام عام الجماعة یعنی جس سال معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کی ہے تو اس سال کا نام سال جماعت رکھا۔ اسکے بعد تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۶ کو ملاحظہ کیجئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں

فاستقر فیہا (الخلافة) من ربیع الآخر اوجمادی الاولی سنة احدی واربعین فسمی ھذا العام عام الجماعة۔ لاجتماع الامة علی خلیفة واحد)

ترجمہ۔ خلافت سنکے ۴ھ ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاول میں درست ہوگیا تو اس سال کا نام سال جماعت رکھا بسبب اسکے کہ امت ایک خلیفہ پر مجتمع ہو گئی تھی۔

یہ تو فقط جماعت کی تحقیق تھی اب لفظ سنت کی تحقیق کو سنئیے علامہ یحیی بن الحسن القرشی کتاب منہاج التحقیق میں رقمطراز ہیں ان معاویة حین سب علیا (علیہ السلام) سمی ذلك العام عام السنة ترجمہ معاویہ نے جس وقت علی کو برا کہا اور کہلوایا اُس سال کا نام سال سنت رکھا۔ اور یہی عبارت انوار البدایہ اور کتاب لرواح میں موجود ہے اب تو آپکو معلوم ہوا کہ شیعون کا نام کس وقت سے شیعہ ہوا اور شیعون کو کب سے اہلسنت والجماعت کا لقب زرین حاصل ہوا اور ان دونوں کی وجہ تسمیہ کیا ہے لہذا جو عبارت وجہ تسمیہ اہلسنت والجماعت میں صفحہ ۴ میں مولف رسالہ نے نقل کی ہے وہ بالکل بے ربط ہے اور جو حدیث پیش کی ہو وہ مطلقاً وجہ تسمیہ سے تعلق نہیں رکھتی ہے کیونکہ وہ ایسے الفاظ ہیں جن سے ہر شخص اپنے مذہب پر استدلال کر سکتا ہے۔

اس مقام پر اک سوال ہوتا ہے کہ یہ دو مذہب کیوں ہوئے اور کیا سوال انھم

نے اسکا کوئی معقول انتظام نہین کیا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ
کی آنکھ بند ہوئی اُسی وقت سے اس امر کی فکر شروع ہوگئی کہ حضرت کی وصیت کو پس
پشت ڈالکر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالنی چاہیے چنانچہ سقیفہ مین یہ مراد پوری
ہوگئی حالانکہ رسول اللہ نے نہایت سخت انتظام کرنا چاہا تھا کہ یہ واقعات پیش
نہ ہون لیکن بندگان دنیا نے دنیا کو اپنا مقصود اصلی خیال کرکے رسول اللہ کے
کہنے کو نہ مانا کیونکہ رسول اللہ نے بحکم وحی ما ینطق عن الھوی ان ھو الا
وحی یوحی (یعنی ہمارا رسول اپنی خواہش سے کچھ نہین کہتا ہو جب تک وحی نہین نازل
ہوتی ہو) کے ارشاد فرمایا تھا۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی (یعنی مین تم مین دو چیزین گران بہا
چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن اور دوسرے اپنے اہلبیت اگر ان دونون سے متمسک ہوگے
تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہوگے) لیکن حضرت عمر نے اسکی ذرہ بھر بھی وقعت نہ کرکے انتقال
رسول کے وقت حسبنا کتاب اللہ کہدیا (ہمارے واسطے فقط کتاب خدا کافی ہے اہلبیت
کی کوئی ضرورت نہین ہو) اور یہ اوس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضرت نے اپنے مرض
الموت مین ارشاد فرمایا تھا کہ ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن
تضلوا بعدی (صحیح مسلم۔ بخاری۔ مشکوۃ) (میرے پاس کاغذ و قلم و دوات لے آؤ
تاکہ تمہارے لیے ایسی چیز تحریر کردون جس سے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو) (صحیح مسلم بخاری مشکوۃ)
حضرت عمر اس پر راضی نہ ہوے اور کہنے لگے ان الرجل قد غلبہ الوجع
وعندنا کتاب اللہ حسبنا (مسلم۔ بخاری) (یعنی اس مرد پر درد غالب ہوگیا ہو یعنی ہوش
وحواس درست نہین ہین معاذ اللہ) ہمارے پاس کتاب خدا موجود ہے اور وہ ہمارے لیے کافی ہے

(صحیح مسلم صحیح بخاری) یہ فقرہ اس قدر تہذیب مین ڈوبا ہوا تھا اور اس قدر شان رسول کو لیئے ہوئے تھا کہ آپکو یہ فرمانا پڑا قوموا عنی لا ینبغی التنازع عندی (یعنی میرے پاس سے چلے جاؤ اور میرے پاس جھگڑا نہ کرو) پس اس وقت سے اور اس مخالفت رسول سے اُمت مین دو مذہب ہو گئے۔ اچھا مین آپ سے پوچھتا ہون سچ بتلائیگا کہ اگر رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کر دیجاتی اور دوات و قلم پہونچا دیا جاتا تو رسول اللہ کس کے متعلق وصیت فرماتے آیا علی بن ابی طالبؑ کے متعلق یا حضرت ابو بکر کے اگر حضرت ابو بکر کو کہیئے گا تو مین کہونگا کہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس صورت مین حضرت عمر کا بعید از عقل ہونا ثابت ہوگا کیونکہ اس مین تو انکا مقصود دلی ہی تھا اور اسی کیلیے سقیفہ مین کارروائی کیگئی معلوم ہوا کہ حضرت سوائے علی بن ابی طالبؑ کے کسی کے متعلق وصیت نہ فرماتے لیکن آپ میرے قول کو کیون ماننے لگے اچھا اب آپ اپنے مرشد کے قول کو سنیے تاریخ بغداد مین احمد بن طاہر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ حالت مرض مین علی کے متعلق وصیت کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے روکدیا اب تو آپکو معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے کن کن چالاکیون سے اس دوسرے مذہب کی بنیاد ڈالی ہے اور کس کس طریقہ سے رسول اللہ کی مخالفت اس معاملہ خاص مین کی ہے۔ شاید بعض سادہ لوحون کو یہ خیال ہو کہ آخر انھین کو یہ ضد کیون تھی تو مین عرض کرونگا کہ مذہب کی قدر اُس شخص کے دل سے پوچھیے جو حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچگیا ہو وہ ذرا سے تغیر مذہب کے مقابلہ مین اگر حکم خدا ہوگا تو اپنی جان و مال کو ہیچ سمجھے گا لیکن جس شخص کے نزدیک خود خدا

مشکوک الالہیہ ہو اور جسکے خیال مین خود رسول اللہ مشکوک الرسالۃ ہون اوسکے دل مین مذہب کی کیا وقعت ہوسکتی ہو اس مقام پر مجھے وہ عہدنامہ یاد آتا ہے جو حضرت عمر نے معاویہ کو لکھا ہو جس مین اپنے اصلی مذہب کی خبر دی ہو اور جس کو مورخ بلا ذری نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اسکو ضرور ملاحظہ فرماکر عبرت حاصل کرینگے۔ بہرحال یہان سے دو مذہب جاری ہو گئے اور فقط یہی نہین کہ رسول اللہ نے یہی ایک تدبیر کی ہو بلکہ اسکے قبل جیش اسامہ کا واقعہ یاد کیجئے کہ حضرت نے اسامہ بن زید کو سردار بناکر کفار کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا اور ہر شخص کے متعلق حکم دیا تھا کہ جو شخص لشکر کے ساتھ نہ جائیگا اُس پر خدا کی لعنت ہو لوگون نے دیکھا کہ اب رسول اللہ دنیا مین زندہ نہ رہین گے اگر چلے گئے تو وقت نکل جائیگا لہذا لعنت خدا کو جیش اسامہ کے ساتھ جانے پر ترجیح دی۔ عبرت عبرت (ملل ونحل شہرستانی) (ذیل شرح مواقف مطبوعہ نولکشور) اب تو آپکو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ رسول اللہ نے کیا انتظام کرنا چاہا تھا کہ میرے بعد امت مین اختلاف نہ ہو اور لوگون نے کیونکر مخالفت کی اور پھر کس کس نے اور کس کس طرح اور شیعون کا مذہب کب سے ہو اور جناب امیر علیہ السلام کب سے وصی رسول تھے۔

اسکے بعد آپ فرماتے ہین "مگر افسوس کہ حضرت علی نے کبھی اپنی وصایت کا ذکر نہین کیا اور بخوشی حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی۔

سبحان اللہ آدمی جھوٹ بولے تو اتنا تو سفید ہو مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر جناب امیر علیہ السلام نے بخوشی بیعت کر لی تھی تو پھر حضرت عمر کو دروازہ جناب سیدہ پر لکڑیان لیکر جانیکی کیا ضرورت تھی اور جناب امیر کی گردن مین رسّی باندھنے کی کیا حاجت تھی

(تاریخ طبری تاریخ واقدی تاریخ ابو الفدا کتاب مرتضی کتاب سقیفہ کتاب الا مامتہ والسیاستہ)

اسکے بعد جب جناب امیرؑ کو ابو بکر کے پاس لائے تو بیعت کے متعلق کہا گیا آپ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا ہو گا حضرت عمر نے قسم کھا کر فرمایا کہ قتل کیے جاؤ گے آپ نے فرمایا کہ کیا ایک بندۂ خدا اور برادر رسول کو قتل کر ڈالو گے تو جواب دیا گیا کہ ایک بندۂ خدا تو ٹھیک کہا لیکن برادر رسول ہونا غلط ہے (کتاب الا مامتہ والسیاستہ)

کیوں جناب حضرت عمر کا قول کہ تم رسول اللہ کے بھائی نہیں ہو یہ کہاں تک درست تھا کیا حضرت علی چچا زاد بھائی نہ تھے کیا حضرت عمر حدیث مواخات کو بھول گئے تھے اور انصاف سے کہیئے کہ حضرت علی نے جو بیعت نہ کی تھی تو آیا حق پر تھے یا نا حق پر کوئی مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ حضرت علی نا حق پر تھے کیونکہ رسول اللہ برابر فرمایا کرتے تھے علی مع الحق والحق مع علی اور اس حدیث میں کسی کو اختلاف نہیں ہو لامحالہ حق پر تھے اور جب حق پر تھے تو خلافت حضرت ابو بکر نا جائز تھی کیا اسی کا نام بخوشی بیعت کر لینا ہو آپ ذرا اپنی ہی کتابوں کو اُٹھا کر دیکھیئے تو معلوم ہو گا کہ حضرت علی نے زندگی جناب فاطمہ میں بیعت نہیں کی اور اسکے بعد بیعت کی ہو لیکن ہم لوگوں کا اتفاق تو اس امر پر ہے کہ حضرت نے کبھی بیعت نہیں کی نہ حضرت ابو بکر کی نہ حضرت عمر کی نہ حضرت عثمان کی ہاں اسلام کی حفاظت کی غرض سے حمایت اسلام ضرور فرماتے رہے اور اسپر خطبہ شقشقیہ دلیل ساطع ہو اوسکو ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت نے کس کس طریقہ سے غصب خلافت کے متعلق خلفاء ثلاثہ کی زیادتیاں ظاہر فرمائی ہیں۔

اب ہم اون احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں جنکو آپنے اپنے مدعا کے ثبوت میں پیش کیا ہو گو ہمارے اوپر فرض نہیں ہو کہ ہم اونکا جواب دیں کیونکہ انمیں سے ایک بھی

ہماری کتاب نہین ہی اور نہ ہم انکو مانتے ہین لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بدر وازہ باید رسانید
کے خیال سے کسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین آپ نے چار روایتین پیش کی ہین اور اسکے
بعد بعض علماء اہلسنت کے خیالات کو ظاہر کیا ہی اقوال علماء مین جو کچھہ ہی اوسکا جواب ہم دیچکے
اور بعض امور کی طرف اسکے بعد اشارہ کرینگے رہگئین روایات اونمین سے دو روایتین
صحیح بخاری سے نقل کی ہین انمین پہلی حدیث حضرت عائشہ سے منقول ہی اور وہ یہ ہے
عن ابراهیم عن الاسود قال ذکروا عند عائشة ان علیا کان
وصیا فقالت متی اوصی الیه و قد کنت مستندته الی صدری
او قالت حجری فلقد انخنث فی حجری فما شعرت انه قد
مات فمتی اوصی الیه یعنی ابراہیم نے اسود سے نقل کیا ہی
کہ حضرت عائشہ کے پاس لوگون نے ذکر کیا کہ حضرت علی وصی رسول تھے تو حضرت عائشہ نے فرمایا
کہ آپنے کب وصیت فرمائی حالانکہ مین آپکو اپنے سینہ یا گود مین لیے ہوئے تھی کہ آپ جھک
گئے پھر آپنے کب وصیت فرمائی) اس حدیث سے اگر زیادہ سے زیادہ (روایت کو صحیح ماننے
کے بعد اور راویان حدیث مین قدح نہ کرنیکے بعد استفادہ ہوتا ہی تو وہ یہ کہ حضرت نے
وقت انتقال وصیت نہین فرمائی لیکن اس سے یہ کہان لازم آتا ہی کہ قبل اسکے بھی وصیت
نہ فرمائی ہو مین آپکی اس منطق کی داد اسوقت بغیر دیے نہین رہ سکتا کیونکہ دعوی تو
اسقدر عام کہ کسی زمانہ کی قید ہی نہین اور دلیل اس قدر خاص کہ وقت انتقال سے
مخصوص این کار از تو آید و مردان چنین کنند دوسرے یہ کہ حضرت کتب علیکم اذا حضر
احدکم الموت ان ترک خیرن الوصیة ترجمہ (یعنی تمہارے اوپر
فرض کیا گیا ہی کہ اگر تم مین سے کوئی شخص اپنے مرنیکے وقت کچھہ چھوڑے تو وصیت کرے) کی بنا پر فرض

وصیت فرماتے چنانچہ آپکا قصد تو طلب دوات وقلم سے معلوم ہو لیکن اگر فرض کر لیا جاے
کہ حضرت نے وصیت نہ کی تو اس بنا پر کہ حضرت عمر نے ان المرء لیھجر (یعنی مرد
رسول اللہ) ہذیان بک رہا ہو (معاذ اللہ) کہکر روکدیا جسکو ہم مجملاً اسکے قبل بیان کر چکے ہین
اسکے بعد دوسری حدیث بھی بخاری ہی سے نقل کی ہو اور وہ یہ ہے کہ عن
طلحة بن مصرف قال سئلت عبد اللہ بن اوفی کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ واٰلہ اوصی قال لا فقال کیف کتب علی الناس الوصیة
او امروا بالوصیة قال اوصی بکتاب اللہ طلحہ ابن مصرف سے روایت
ہے اس نے کہا کہ مین نے عبد اللہ بن اوفی سے سوال کیا کہ رسول اللہ نے وصیت کی تھی اُس نے کہا کہ
نہین مین نے کہا تو پھر کیون خدا نے قرآن مین وصیت کو فرض کیا یا لوگون کو کیون حکم بالوصیت ہوا
تو اس نے کہا کہ رسول اللہ نے کتاب خدا کے متعلق وصیت کی تھی (نہ خلافت) اس حدیث سے
بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وقت رحلت آپ نے وصیت کی تھی یا نہین جس پر کیف
کتب علی الناس الوصیة دال ہو اور سائل کی پیش نظر آیہ کتب علیکم الخ ہی جو اوپر
مذکور ہوئی اور اسی کے مطابق جواب بھی دیا گیا ہو لیکن مجیب نے کسی قدر تعصب سے
کام لیا ہو کہ اُس نے (ترک قلبی کے علاوہ زبان سے بھی) اہلبیت کا ذکر نہین کیا حالانکہ
یہ امر متفق علیہ بین الفریقین ہو کہ آپ نے انی تارک فیکم الثقلین فرمایا ہے
نہ کہ انی تارک فیکم الثقل اور آگے اہلبیت اور کتاب کو تصریحاً بیان بھی فرمادیا
ہو۔ اسکے علاوہ اس حدیث سے مجیب کے تدین پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے
کیونکہ اس نے اول تو وصیت ہی کا انکار کر دیا لیکن جب آیت سے ایراد
کیا گیا تو گھبرا کر کہنے لگا کہ کتاب خدا کی وصیت کی تھی۔ اگر سائل حدیث

ثقلین کو یاد دلاتا تو غالباً اوسکو بھی ضرور بیان کر دیتا اور اس حدیث سے اگر اسکو صحیح فرض کیا جاے تو عائشہ والی حدیث غلط ہو جائیگی کیونکہ اُس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت نے کوئی وصیت نہین کی اور اس حدیث سے وصیت بالقرآن نکل پڑی پچ ہے۔۔۔۔۔ حافظہ نباشد۔

اسکے علاوہ آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ نے قوس مین لفظ (نہ خلافت) کو کہان سے اور کس ڈھنگ سے ذکر کیا ہے مجیب کے کلام سے تو ہرگز نہین معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے خلافت کی نفی کی ہو۔ زیادہ سے زیادہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب خدا کی وصیت کی تھی جسکی وجہ سے کلام مین اس امر کا امکان پیدا ہو گیا کہ اگر کسی اور امر کی وصیت بھی کی ہو تو عجب نہین کیونکہ ثبوت شئ لا یدل علی عدم شیٔ آخر کسی شے کا ثابت ہونا دوسرے شے کے عدم پر دلالت نہین کرتا ہے۔

تیسری حدیث کتاب امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ سے نقل کی ہے جس مین فقط اتنا ہے مات رسول اللہ ولم یوص (یعنے رسول اللہ مر گئے اور کوئی وصیت نہین کی) اس سے اولاً تو عدم وصیت یا خلافت نہین لازم آتی کیونکہ اوسکا ذکر نہین ہے ممکن ہے کہ اس سے مراد عدم وصیت بشے مخصوص ہو جو خلافت کے علاوہ ہو اور اگر فرد اکمل ہونے کی حیثیت سے یہی مراد لیا جائے تب بھی ہمارے مضر نہین ہے کیونکہ یہ حدیث بھی وقت انتقال سے مرتبط ہے۔

اب رہی چوتھی حدیث جو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب

کی جاتی ہے کہ آپ نے جنگ جمل مین ارشاد فرمایا تھا، لم یعھد رسول اللہ الینا فی ھذہ الامارۃ شیئا ترجمہ یعنی رسول اللہ نے ہمارے لیئے امارت مین کچھہ نہین فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل غلط اور موضوع ہے کیونکہ صحاح جوہری مین یہ امر موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا انا وصی رسول اللہ لہذا یہ دونون کلام کیونکر جمع ہو سکتے ہین اور ان مین تناقض نہین تو کیا ہے۔ اسکے علاوہ اُن احادیث کو بھی ملاحظہ کر لیجئے جن کو ہم نے احادیث وصایت کے ضمن مین نقل کیا ہے جن مین کثرت سے خود حضرت کا دعوی اور یقین اور رسول اللہ کی نص اور خدا کا ارشاد معلوم ہوتا ہے یعلوم ہوا کہ یہ حدیث محض دشمنی جناب امیر علیہ السلام کی جہت سے وضع کی گئی ہے اور اگر بالفرض ان احادیث کو صحیح مان لیا جاے تو حضرت عمر کی خلافت پر زوال آجائیگا اور عمر بہر نہ ثابت ہو سکیگی کیونکہ رسول اللہ کا خلافت کے متعلق وصیت نہ کرنا صرف اسلیے تھا کہ اوس کے متعلق حکم خدا نہ تھا اور خدا اوس امر کا حکم نہین دیتا ہے جو اسکے نزدیک قبیح ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ کا کسی شخص کو وصیت کے ساتھ جانشین کرنا قبیح تھا اسی لیے حضرت نے وصیت نہین فرمائی اور متابعت رسول واجب ولازم ہے اور ترک متابعت حرام لہذا کسی شخص کا دوسرے کو وصیت کی حیثیت سے خلافت آلہیہ مین جانشین کرنا حرام ہوگا۔

اب فرمایئے کہ حضرت ابوبکر کا حضرت عمر کے لیے وصیت کرنا کیسا ہے آیا متابعت رسول ہے یا ترک متابعت اور آیا یہ فعل

حسن ہو یا قبیح اور جس امر کا مبنی فعل حرام ہو وہ خود کیسا فعل ہوگا۔

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

راقم

احقر الکونین کفایت حسین متعلم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

مختصر فہرست کتب مطبع نور المطابع لکھنؤ

نام کتاب	کیفیت	قیمت
عقاید الشیعہ	نو عمر اطفال کو تعلیم عقائد حقہ کے لیے بے مثل رسالہ ہے	۰۴ر
وسیلۂ مغفرت ہدیۃ النسوان	احکام صوم و صلوٰۃ و مسائل طہارت وغیرہ مع ترجمہ۔	۰۴ر
جواہر المصائب	مصائب جناب سید الشہدا مین نہایت صحیح و مستند رسالہ ہی	۰۴ر
محاربہ حق و باطل	جناب امیرؑ و خلفای ثلثہ کے عہد کی لڑائیون کا فرق دکھایا گیا ہی	۰۲ر
انیس المتہجد	نماز شب پڑھنے والون کے لیے نہایت کارآمد رسالہ ہی	۵ر
جامع عباسی پنج بابی	مجتہد العصر جناب آقا سید محمد باقر صاحب قبلہ کے مختار مسائل ہین	۵ر
تاریخ احمدی	نواب احمد حسین خان صاحب خان بہادر سی آئی ای رئیس پریانوان کی تصنیف بےمثل تاریخ ہی جو ایک سو ایک معتبر و مستند کتب اہلسنت سے لکھی گئی ہی	للعہ
حقیقۃ الصدیق بجواب سیرۃ الصدیق۔		عہ ر
اخسار الجواب	فن مناظرہ مین بے مثل و لاجواب کتاب ہی	عہ ر
خورشید محشر	مداح آل محمد جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی کا دیوان	۱عہ ر

سید نور الحسن مالک نور المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے طلب کیجیے۔